نظریہ تہذیبی تصادم کے تناظر میں تعلیم کا کردار، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور ہن ٹنگٹن کے افکار کی روشنی میں

Education's Role in Perspective of Clash of Civilizations Theory, Comparative study of Syed Abu-ul-Aala Moudoodi and Huntington's Thoughts

عبدالرزاق خان نیازی*

Abstract

Civilization covers the vast range of human thoughts, believes and practical life. Today's emerging world's most discussed topic is "Clash of Civilizations" written by renowned American policy maker Samuel P. Huntington (1927-2008) published in 1993. Muslims took this article as a Policy and planning of western hegemony and westernization in which western system of Education plays a key role. Western Modernization and human moral development (Civilization) produced by greater education. Muslim Jihad is a threat to this western civilization, so it is advised that U.S must be focus to eliminate further possibilities of the growth of Jihadis and for this purpose struggle is needed to secularize the system of education in the entire Muslim world and sweep aside all references to such Quranic Suras and verses which advocate jihad against the Oppressive, suppressive and exploitive rulers. In reply of the western thoughts, Muslim scholars started thinking to neglect and condemn the western civilization and adopting their own religious values and believe for Islamic revivalism. The most prominent figures of this new Islamic revivalism are Syed Abu-ul-Aala Moudoodi (1903-1979) founder of Jamat-e-Islami. He first time proved logically that pure Quranic Civilization based on ideology of Islam is neither related to any region nor race but it is purely having own complete system of life specially Educational system which shapes Islamic civilization and guaranteed the world's Peace, Prosperity and progress by building the character of individuals and the society as well, and the focal point around which Muslim education has always revolved is the Quran and life of Prophet Muhammad (p.b.u.h).

Keywords: Civilization, Islamic Civilization & Education, Rise & Fall of civilizations, Clash of Civilization, Syed Abu-al-Aala Moudodi, Samuel P. Huntington.

** سینئر لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، رفاہ بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

کسی قوم کے اجتماعی طرز فکر و عمل، رویوں، رجحانات اور زندگی کے انداز کا نام تہذیب ہے۔ اس ضمن میں انسانوں کی فکر، عادات اور پسند و ناپسند یعنی ذوق کی ترقی کو بھی تہذیب کی ترقی قرار دیا جاتا ہے۔ اردو اور عربی میں مستعمل لفظ "تہذیب" بنیادی طور پر عربی مادہ "ہ، ذ، ب" (ہذب) سے نکلا ہے۔ جو باب 'ضرب' سے ہے جس کے معانی ہیں پاکیزہ کرنا، درست کرنا، تراش خراش کرنا۔ '**تهذب**' پاکیزہ ہونا، درست ہونا۔ '**تهذب الرجل**' کا مطلب ہے شائستہ ہونا۔ '**مهذب**' کا مطلب ہے پاکیزہ اخلاق والا، عیوب سے پاک صاف۔[1]

انگریزی زبان میں مستعمل Civilization کا لفظ لاطینی زبان کے لفظ Civic سے ماخوذ ہے جس میں اچھے اور سلجھے ہوئے طرز زندگی کے معانی پائے جاتے ہیں۔ ابتداً انگریزی لغات میں اس معنی میں یہ لفظ انسانی معاشرے میں رہائش اور ذرائع کی ترقی کے لیے ہی استعمال کیا جاتا تھا البتہ بعد ازاں اس میں مذہب اور اخلاقی اقدار کی وجہ سے شائستگی اور اخلاقی بہتری کے نمونوں کو بھی شامل کر لیا گیا جیسا کہ عربی زبان میں اس لفظ کے استعمال میں تراش خراش اور کانٹ چھانٹ کا مفہوم پایا جاتا ہے لیکن، مجازی معنی میں یہ لفظ "شائستگی" کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس حوالہ سے اٹھارویں صدی کے مغربی مفکرین نے اسے "بربریت کے مخالف شائستگی اور تہذیب" کے معنوں میں استعمال کیا۔ Civil کے معنی شائستہ، خلیق، بامروت، شریف، خوش خلق بھی ہیں نیز civilization کے معنی تربیت، شائستگی، اصلاح اور درستگی بھی کیے گئے ہیں۔[2]

تہذیبوں میں مذہب کو ایک اہم عنصر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگرچہ جدید مغربی تہذیب کے متعلق یہ تصور پایا جاتا ہے کہ وہ مذہب بیزار ہے، مگر خود جدید تہذیبی تصادم کا نظریہ پیش کرنے والے ہن ٹنگٹن نے بھی مذہب کو اس کا لازمہ تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے

"Religion is a central defining characteristic of civilizations." [3]

1- لویس معلوف، **المنجد**، (عربی، اردو)، (لاہور: خزینہ علم وادب، ۲۰۱۰)، مادہ "ھ ذ ب"

2 . Abdul Haq, Doctor, "English Urdu The Standard Dictionary",(Karachi: Anjuman Taraqqi–E-Urdu, 3rd edition , 1981)

3 . Huntington Samuel.P, "The Clash of Civilizations and The Remaking of World Order", (New Dehli, India : penguin books , 1997), 47

اسی لیے معلوم ہوتا ہے کہ آج کا مغرب(مغربی دنیا) حقیقی الہامی مذاہب سے بیزاری کے باوجود صرف ایک جغرافیائی حقیقت نہیں بلکہ ایک تصور اور ایک تہذیبی فکر بھی ہے جو کچھ اصولوں اور اقدار کا علم بردار ہونے کے ساتھ اپنے اندر عالمی نظام بننے کی صلاحیت کی موجودگی کا اظہار بھی کرتا ہے جس کو عملاً وجود بخشنے کے لیے نئے نعروں کی صورت میں بالخصوص میڈیا، تعلیم اور عالمی نوعیت کے اداروں کے ذریعے تقویت دینے کے لیے وسیع اور ہمہ گیر حکمت عملیاں Policies اور عملی منصوبے بنائے گئے ہیں جن میں سے ایک نظریہ تہذیبی تصادم بھی ہے۔

سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد ہن ٹنگٹن کے بقول عالمی سیاست امریکہ کی عالمی بالادستی کے باوجود کثیر قطبی اور کثیر تہذیبی بن گئی ہے، طاقت کا توازن تبدیل ہو رہا ہے، مغرب اور امریکہ کمزوری کی جانب مائل ہیں اور نیا عالمی نظام اقوام کی بجائے تہذیبوں کی بنیاد پر وجود پاتا نظر آرہا ہے۔ ایک جیسی تہذیب اور اقدار رکھنے والے اکٹھے ہو رہے ہیں، جن میں خاص طور پر طاقت پکڑتی اسلامی تہذیب ہے جبکہ مغربی تہذیب اپنی انفرادیت کے باوجود عالمی اور بین الاقوامی تہذیب کے درجے سے نیچے آرہی ہے لہٰذا مغرب کی بالادستی کا سارا انحصار امریکہ کی جانب سے اپنے آپ کو دوسروں کے لیے قابل قبول بنانے اور اپنی طاقت کی برقراری پر ہے۔

اس سارے عالمی پس منظر نے بیسویں صدی کو ہنگامہ خیزی اور تاریخ انسانی میں ایک منفرد مقام کا حامل بناتے ہوئے اکیسویں صدی کا دروازہ کھولا ہے۔ مغرب اور اسلام کی دو نئی مدمقابل دنیائیں اپنے افکار اور عملی نظام زندگی کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہیں جس میں مغرب نے بالخصوص اپنے نظام تعلیم کو اپنی تہذیب وثقافت کو مسلط کرنے کے لیے بطور ایک آلہ(Tool) استعمال بھی کیا ہے اور نئے انداز غلامی کو استوار کرنے اور مختلف قوموں میں سے اپنے مطلب کے اذہان کی منتقلی(Brain Drain) کے لیے اسے جاری بھی رکھا ہوا ہے جبکہ اس کے مدمقابل اسلامی تصور علم کی رو سے ''وعلم اٰدم الاسماء کلھا'' کے اعلان کے بعد نازل ہونے والی آیات قرآنی اور ارشادات رسول ﷺ بھی مثبت انسانی کردار کی بنیاد پر وجود میں لانے والی حقیقی انسانی تہذیب کے حوالہ سے واضح ہیں۔

جدید مغربی نظریہ تہذیبی تصادم کو امریکی محقق،سیاسی دانشور اور امریکی پالیسی ساز ڈاکٹر سیموئیل فلپس ہن ٹنگٹن نے ۱۹۹۳ء میں اپنے ابتدائی آرٹیکل Clash of Civilizations? اور بعد

ازاں سوالیہ نشان کو ختم کرتے ہوئے مکمل کتاب اور Remaking of World Order The کے الفاظ کے اضافہ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ہن ٹنگٹن کی مغرب میں اثر پذیری کے متعلق ان کے دوست Henry Rosovsky کہتے ہیں کہ ہن ٹنگٹن گزشتہ پچاس سالوں کے موئثر ترین افراد میں سے ایک ہے جبکہ ایک دانشور Putnam کے بقول:

Over the years, he mentored a large share of America's leading strategic thinkers, and he built enduring institutions of intellectual excellence.[4]

ہن ٹنگٹن کو بالخصوص سویت یونین کے زوال کے بعد مغربی اور امریکی پالیسی میں حاصل ہونے والے اس مقام کی بنیادی وجہ Carl Gershman کے نزدیک ان کی اپنے خیالات پیش کرنے میں حد درجہ جرائت، دنیا کو سمجھانے سے زیادہ تبدیل کرنے کی سوچ اور پالیسی سازی پر نظر ہے۔[5] جس کے تحت ہن ٹنگٹن نے اسلامی تہذیب کے ساتھ ممکنہ تصادم میں تعلیم پر خصوصی روشنی ڈال کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلامی طاقتوں کی مضبوطی کی ایک بڑی وجہ اسلامی ذہن رکھنے والے اساتذہ اور تعلیمی اداروں کی حکومتی حوصلہ افزائی بھی ہے۔[6] وہ تعلیم کے ضمن میں اسلامی ملکوں میں ان تعلیم یافتہ لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ان کی ذہنی تبدیلی سے خائف رہے ہیں جو اپنے پہلے عہد کی نسل کی جانب سے قائم کیے گئے مذہبی اثرات کے حامل تعلیمی اداروں کے تعلیم و تربیت یافتہ ہیں کیونکہ ان کے بقول:

They are succeeding, they argue, because they are different from the West. Now that they are no longer weak but increasingly powerful.[7]

---

4 . https://news.harvard.edu/gazette/story/2009/02/samuel-huntington-81-political-scientist-scholar/

5 . Gershman , Carl , "The clash with in the civilizations: *Journal of Democracy* ,(Vol. 8, Number 4, Oct. 1997),165-170

6 . The Clash of Civilizations and The Remaking of World Order, p.115

7 . ibid, p.93

8 . ibid, pp.320-321

ان کے نزدیک تعلیم کسی بھی تہذیب کے اعلیٰ ترین مقام یعنی "golden age" میں اپنے کردار اور تہذیبی کشمکش میں شریک معاشروں میں آنے والی جدیدیت اور تہذیبی ترقی کے تعلق کی وجہ سے بھی خصوصیت کی حامل ہے:

Conceivably modernization and human moral development produced by greater education . . . and its natural environment produce sustained movement toward higher and higher levels of Civilization.[8]

وہ نظام تعلیم کے تمام عوامل پر نظر رکھتے ہیں مثلاً ذریعہ تعلیم (زبان) کو اپنے ساتھ ایک مخصوص ثقافت لانے کے پیش نظر مذہب کے ہم پلہ قرار دیتے ہیں:

The central elements of any culture or civilization are language and religion. If a universal civilization is emerging, there should be tendencies toward the emergence of a universal language and a universal religion.

Language is second only to religion as a factor distinguishing people of one culture from those of another. The West differs from most other civilizations in its multiplicity of languages.[9]

ان کے نزدیک تعلیم افراد کی ذہنی تبدیلی brain washing میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتی۔[10] ان کے نزدیک مغربی جدیدیت کا حصول اور دور جدید کے مسلمانوں کی بقا اور ترقی اسلامی شناخت سے دستبرداری، اپنے سیاسی، تعلیمی اور تہذیبی شعبوں میں مغربی طرز حیات کی پیروی اور اسلام ایک مکمل ظابطہ حیات کے تصور سے انکار میں ہے۔[11] ہن ٹنگٹن نے اسلامی تہذیب کے ساتھ جس تصادم کا خیال ظاہر کیا ہے، اس میں مد مقابل مسلمانوں کے خلاف حکمت عملی میں بہت سے اہم اقدامات تجویز کیے گئے ہیں جن میں سے ایک اہم ترین اقدام تعلیمی نظام کی سیکولرائزیشن بھی ہے۔[12]

---

9. ibid, pp 159,70

10. ibid, 144

11 زینت کوثر، ڈاکٹر، **ابوالاعلیٰ مودودی علمی و فکری مطالعہ**، مرتبین: سلیم منصور خالد و رفیع الدین ہاشمی، (لاہور: ادارہ معارف اسلامی، طبع اول، ۲۰۰۶)، ص ۲۶۱

12. Clarke , Richard A, Against All Enemies: Inside America's War on Terror,(London: Free Press, 2004), p.126

مغرب اپنے تعصب اور میڈیا و تعلیم میں مسلمانوں کی غلط تصویر کشی کر کے آج مسلمانوں کو نئے دور میں نئی پہچان "دہشت گرد اور بنیاد پرست" سے داخل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے بلکہ اب تو یہ بات افراد سے بڑھ کر اقوام اور ممالک تک وسعت اختیار کر گئی ہے۔ ہن ٹنگٹن اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

The United States has classified seven countries as "terrorist states," five of which are Muslim (Iran,Iraq,Syria,Libya,Sudan);Cuba and North Korea are the others...This, in effect, identifies them as enemies, because they are attacking the United States and its friends with the most effective weapon at their disposal,... If Muslims allege that the West wars on Islam and if Westerners allege that Islamic groups war on the West, it seems reasonable to conclude that something very much like a war is underway.[13]

تہذیبی کشمکش میں ہن ٹنگٹن کے خیالات کے مدمقابل بیسویں صدی میں اسلام کی سیاسی فکر، اس کی تہذیب کے عملی انطباق اور اس کی بالادستی کے خواہاں تہذیب مغرب کے سخت ناقد سمجھے جانے والے سب سے اہم مسلم مفکر سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (۱۹۰۳ـ۱۹۷۹) بھی تہذیبی کشمکش اور اس میں کامیابی کے لیے سب سے زیادہ توجہ ٹھوس دلائل سے تعلیمی نظام پر ہی مرکوز کرتے ہیں۔ مغرب اور اسلام کا موجودہ تہذیبی تصادم کا نظریہ بیسویں صدی کے اختتام پر اصلاً علامہ محمد اقبالؒ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور ان سے متاثر ہونے والے مسلم مفکرین سید قطب شہیدؒ وغیرہ کی فکر کی وجہ سے ہی بام عروج کو پہنچا ہے۔ ان کے نزدیک اس تہذیبی کشمکش میں علم کی اہمیت مسلمہ اور سب سے موثر ہے اور اسلامی تہذیب مغربی تہذیب سے ہر لحاظ سے فائق اور مختلف نظام تعلیم رکھتی ہے۔[14]

سید مودودی نے مغربی تہذیب کو حاصل عروج اور غلبہ کے دور میں علم و تحقیق کے میدان میں برابر کی ٹکر سے مقابلہ کرنے کے لیے فکری رہنمائی کے ساتھ ساتھ انفرادی و اجتماعی عملی جدوجہد کرتے ہوئے "ادارہ معارف اسلامی" کی بنیاد رکھی، اس موقع پر ان کی ابتدائی اور افتتاحی تقریر کا عنوان ہی "تہذیبی کشمکش میں علم

[13] . The Clash of Civilizations and The Remaking of World Order , p.216,217

[14]۔مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **جماعت اسلامی کے ۲۹ سال**، (لاہور: اسلامک پبلیکشنز، ۲۰۰۹)، ص ۲۲

وتحقیق کا کردار" تھا۔ [15] یہی وجہ ہے کہ مسلم اور بالخصوص غیر مسلم مفکرین نے دور جدید میں فکر مودودی کی روشنی میں امت مسلمہ میں بیداری کی تحریک اور اسلامی فکر کے ضمن میں مولانا مودودی کی تنقید مغرب کو خصوصی گفتگو اور مطالعہ وتحقیق کا موضوع بنانے پر زور دیا ہے۔ [16]

موجودہ مغرب اسلام تہذیبی کشمکش کے ضمن میں تعلیم اور علم کی اصطلاحات اور ان کے لغوی مفاہیم کی معرفت اور ادراک بھی بہت اہم ہیں کیونکہ ان مفاہیم کی وجہ سے ہی مغربی اور اسلامی فلسفہ اور نظام میں فرق اور دوری واقع ہوتی ہے۔ اسلامی تصور کے مطابق علم:

العلم ادراك الشئ بحقيقته واليقين۔ ونوريقذفه الله فى قلب من يحب المعرفة لادراك الكلى۔ [17]

کا نام ہے اور اسلامی نقطہ نظر سے علم کی حقیقت کسی بھی دوسرے تصور علم سے کہیں زیادہ وسعت اور گہرائی کی حامل ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے:

ليس العلم بكثرة الحديث ولكن العلم بالخشية۔ [18]

جبکہ اس کے مد مقابل مروجہ اخلاقی اقدار اور ایمانیات سے عاری مغربی اقتدار کے زیر اثر مخصوص مقاصد کے تحت پروان چڑھایا گیا آج کا مغربی تصور تعلیم اقدار اور عقائد کی بنیاد پر خود انگریزی زبان میں بیان کیے گئے تصور سے بھی دور ہو چکا ہے جس کے مطابق:

Education is the process of facilitating learning, or the acquisition of knowledge, skills, values, beliefs, and habits.[19]

---

[15] ۔مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **پردہ**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء)، طبع ۴۳، ص ۴۳

[16] ۔غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، **ابوالاعلیٰ مودودی علمی و فکری مطالعہ**، (مرتبین: رفیع الدین ہاشمی و سلیم منصور خالد)، (ادارہ معارف اسلامی: لاہور، ۲۰۰۶)، اول، ص ۲۵۷

[17] ۔ابراہیم انیس، عبدالحلیم منتصر وغیرہ، **المعجم الوسیط**، (تہران:، جلد ۲، باب العین

[18] ۔ابن منظور، محمد بن مکرم، بن علی، **لسان العرب**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۹۸۸)، جلد ۹، ص ۳۷۱ تا ۳۷۴

[19] . https://en.wikipedia.org/wiki/Education

جبکہ لاطینی لفظ Educere سے نکلے انگریزی لفظ Education کا اصلاً بنیادی مفہوم فطرت سلیم کی پرورش کے اسلامی تصور جیساہی تھا:

Education: brought forth out of the womb of pure nature.[20]

انگریزی میں لاطینی حوالہ سے آنے والے دو بنیادی الفاظ **educare** اور **educere** کے ضمن میں کرافٹ لکھتاہے

"**Educare**," which means to train or to mold, and "**educere**," meaning to lead out. While the two meanings are quite different, they are both represented in the word "education." [21]

دیکھاجائے تو یہی مفاہیم عربی تصور علم کے بھی قریب ہیں جیسا کہ عربی انگلش لغت میں Educate اور Education کے بارے لکھاہے:

Educate (bring up, Train)	ربی، هذب، تربیه، علم
Education	اخصائی فی التربیه[22]

اسی لیے اسلامی نکتہ نظر سے شائستہ، بااخلاق، اصول و قانون کی پابند اور دنیاوی لحاظ سے ترقی و تہذیب یافتہ زندگی کی حقیقی نشوونما اور بقامیں تعلیم کا کلیدی کردار ہے اسی لیے بقول سید مودودی علم کا اصل مقصد اور قرآن مجید کا بنیادی موضوع "تربیت انسان" ہی ہے۔[23] اور اسی اہمیت اور بنیادی کردار کی وجہ سے ہی آج تعلیم اور تعلیمی اداروں کو حقیقی تہذیب یافتہ زندگی کی آبیاری میں Agencies of change قرار دیا جارہا ہے۔[24] کیونکہ تعلیم زندگی کے فرائض اور مقاصد کے لیے تیاری، ثقافت اور اقدار کو اگلی نسل تک منتقلی اور رجحان کی تبدیلی کا کام کرتی ہے۔[25]

---

[20] .The Oxford English Dictionary ,(London: Oxford University Press,1969) , Vol. iii
[21] .https://eric.ed.gov/?id=EJ724880
[22] . The Oxford English – Arabic Dictionary of current usage, (London: Oxford University Press,1984), 372
[23] ۔مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، مقدمہ، **تفہیم القرآن**، جلد اول، (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، طبع نہم، ۱۹۷۲) ، ص۱۹
[24] . International Encyclopedia of the social sciences, pp 509__540
[25] .https://en.oxforddictionaries.com/definition/behaviour

مروجہ محدود مغربی تصور تعلیم کے برعکس وسیع اسلامی تصور کی رو سے تعلیم انسان میں بحیثیت انسان اعلیٰ اخلاقیات اور فرائض خداوندی کی ادائیگی جیسے اوصاف پیدا کرنے کا ذریعہ ہے جنہیں مغربی مفکر جان سٹیوارٹ مل نے بھی تعلیم کا حصہ قرار دیا ہے۔[26] اسی لیے سید مودودی کے نزدیک اسلام کا طریقہ سراسر علم ہے جس کی طرف تمام حقائق کا علم رکھنے والے خدا نے رہنمائی کی ہے اور آج یا ماضی میں اس کے عطا کردہ علم کے بغیر محض وہم، قیاس و گمان یا خواہشات کی بنا پر مقرر کیے گئے زندگی کے سب طریقے جاہلیت ہیں۔[27]

اسی طرح مغربی "تصور تہذیب" صرف اوزاروں اور اسباب میں جدت لانے جبکہ دوسری جانب اس کشمکش میں مستعمل عربی لفظ "تہذیب" انسان کو اس جدت کے ساتھ بالخصوص ذہنی اور اخلاقی حوالہ سے پاکیزہ اور درست کرنے کے وسیع مفاہیم کا حامل ہے۔[28] ان تعریفات کے مدمقابل سید مودودی کی بیان کردہ تعریف کی وسعت اور گیرائی کہیں زیادہ اور نئے طرز کی حامل نظر آتی ہے جس کے مطابق اسلامی تہذیب کا یورپ اور مغرب سے اختلاف درحقیقت اصول، مقاصد اور عمل کا اختلاف ہے۔ مغربی علم و حکمت کی وجہ سے خالص مادہ پرستانہ اخلاقیات پیدا ہو رہے ہیں جس کی اصل بنیاد دین اور دنیا کی علیحدگی کے غیر اسلامی تصور پر ہے اس لیے اسلامی انقلاب امامت کے لیے انقلاب تعلیم ضروری ہے جس سے مختلف علوم و فنون کے ماہر اسلام کے ایسے علمبردار تیار ہوں جو اپنی صلاحیتوں اور عملی کردار کے اعتبار سے مغربی طرز تعلیم سے فارغ ہونے والوں سے فائق تر ہوں۔ ان کے مطابق:

علم سے مراد کیا ہے؟ اور اس میں آگے بڑھنے اور پیچھے رہ جانے کا مفہوم کیا ہے؟ اس مسئلہ کا حل سمع ،بصر اور فواد کے الفاظ میں پوشیدہ ہے۔ کلام الٰہی میں یہ تینوں لفظ مجرد سننے، دیکھنے اور سوچنے کے معنی میں استعمال نہیں ہوئے بلکہ سمع سے مراد دوسروں کی فراہم کردہ معلومات حاصل کرنا ہے۔ بصر سے مراد خود مشاہدہ کر کے

---

[26] . https://www.alnujaidi.com/what_education.

[27]۔ **تفہیم القرآن**، جلد اول، ص۴۷۹

[28]۔ **المنجد**، (عربی، اردو)، مادہ "ھ، ذ، ب"

واقفیت بہم پہنچانا ہے اور فواد سے مراد ان دونوں ذرائع سے حاصل کی ہوئی معلومات کو مرتب کر کے نتائج اخذ کرنا ہے، یہی تین چیزیں مل کر وہ علم بنتا ہے جس کی قابلیت انسان کو دی گئی ہے۔[29]

سید مودودیؒ موجودہ مغربی تہذیب کو تہذیب جاہلیہ اور اس کے عناصر میں قومیت، خواہشات پر مبنی قانون، بے لگام خواہشات نفس اور محسوسات پر مبنی "علم و حکمت" کو شامل قرار دیتے ہیں جن کی روشنی میں اہل مغرب کا سفر زندگی جاری ہے اور یہ سب عناصر بشمول تعلیم روحانی واخلاقی عنصر سے خالی ہیں۔[30] اسی لیے دانشور کلاڈالویرز بھی محسوسات پر مبنی مغربی دنیا کے تعلیمی نظام میں سامراجیت کو ایک فطری خصوصیت کے طور پر موجود دیکھتے ہیں جبکہ چرچل یورپی بالاتری کا تسلسل، پھیلاو اور بقا کا انحصار مغربی طرز فکر، طرز نظر، طرز فہم اور دوسروں کو نکال باہر کرنے کو قرار دیتے ہیں۔ ایسے ہی حقائق منظر عام پر لانے کے لیے ملائیشیا میں جون ۲۰۱۱ء میں ایک کانفرنس کا اہتمام Decolonizing our Universities کے عنوان کے ساتھ کیا گیا۔[31] معلوم ہوتا ہے تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر ہی ہن ٹنگٹن نے اپنے نظریہ تہذیبی تصادم میں مغربی تصور تعلیم اور جدیدیت کی بنیاد پر ایک عالمی تہذیب کے ظہور کا تصور پیش کرتے ہوئے مسلم حکومتوں کی جانب سے تعلیم میں مذہب اور اساتذہ کے عمل دخل کو خصوصی طور پر اپنے نشانے پر رکھتے ہوئے لکھا:

The growth of Islamist tendencies, governments expanded religious education in state-controlled schools, which often came to be dominated by Islamist teachers and ideas, and expanded their support for religion and religious educational institutions. These actions were in part evidence of the government's commitment to Islam. . . . Modernization

---

29۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **قوموں کے عروج وزوال پر علمی تحقیقات کے اثرات**، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، طبع اول، ۱۹۹۲ء)، ص۱۱۹،۷۹،۷۷

30۔ **اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی**، ص۹۲،۹۰

31۔ انیس احمد، ڈاکٹر، **مغرب اور اسلام**، (مدیر پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد)، جلد۱۷، شمارہ 1، (اسلام آباد: انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ۲۰۱۴ء)، ۹__۱۲،۱۶

involves industrialization, urbanization, increasing levels of literacy, education, wealth, and social mobilization.[32]

اس ضمن میں وہ اسلامی تہذیب کے حوالہ سے مغرب کے مد مقابل مسلمانوں کے خلاف حکمت عملی میں خصوصاً تعلیم کے ضمن میں اٹھائے جانے والے جن اقدامات پر زور دیتے ہیں ان کی وضاحت ہمیں ٹاسک فورس رپورٹ میں یوں نظر آتی ہے:

The U.S. will be well-advised to focus itself against all these vital elements of Muslim strength Money, especially circulating through' charity organizations, should be frozen. ..Jihadis should be killed by joint efforts . . . and in order to freeze and eliminate the further possibilities of the growth of Jihadis, we should secularize the system of education in the entire Muslim world and sweep aside all references to such Quranic Suras and verses which advocate jihad against the Oppressive, suppressive and exploitive rulers.[33]

آج دنیا بھر میں بالخصوص مسلم دنیا میں اس سوچ کے تحت اٹھائے جانے والے اقدامات کو باآسانی دیکھا جا سکتا ہے اور اسی وجہ سے مغربی استعماری تعلیمی نظام کو علامہ اقبال نے دین اسلام کے خلاف سازش، عقائد کا شیشہ پاش پاش کرنے والا، محکومی کا ہتھکنڈا اور دوسرے کی خودی کو ملائم کر کے اپنی مرضی کی منزل کی جانب پھیرنے والے ذریعہ اور اس کا سدباب نہ کرنے کو ایک اجتماعی گناہ قرار دیا۔[34] اسی بنیاد پر قاسم محمود جدید مغربی تعلیم کو نوجوانوں میں تعطل، ذہنی انتشار اور فکری الحاد، جمود ، آرام طلبی اور لذت کوشی پیدا کرنے اور استعمار کا ہتھکنڈا بن کر مشرق میں اس کی تہذیب کے لیے نو آبادیات ہموار کرنے سے تعبیر کرتے ہیں۔[35] اور ہندوستانی دانشور سی کے راجو استعماری تعلیم کو Soft power اور خطرات سے محفوظ استعمار کی اصل طاقت کہتے ہیں۔[36]

---

32 .The Clash of Civilizations and The Remaking of World Order, p.115,320,68

33 . Against All Enemies: Inside America's War on Terror ,126

34۔ محمد اقبال ،ڈاکٹر، **کلیات اقبال**،(لاہور: سرو سز بک کلب،۱۹۹۹)،ص ۶۱۶،۵۴۸،۲۰۹

35۔ قاسم محمود،سید، **پیام اقبالؒ**،(لاہور: اقبال اکادمی، طبع دوم،۲۰۰۹ء) ،ص ۲۲

36۔ سی کے راجو، **مغرب اور اسلام**،ص ۱۵۸،۱۵۷

تہذیبی تصادم کے تناظر میں تعلیم کی اہمیت کے ضمن میں ان چند اشارات کے پس منظر کے ساتھ دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اپنے وقت کی غالب مغربی تہذیب کے مد مقابل، اسلامی تہذیب کے احیاکے مشن میں تعلیم و تحقیق اور اجتہاد کو اولین مقام پر فائز کیوں دیکھتے تھے۔ دراصل ان کی نظر میں چھٹی صدی عیسوی میں غالب عیسائیت والی دنیا کے مقابلے میں اسلام کے دوبارہ ابھرنے میں سب سے بنیادی کردار نبی ﷺ کے اختیار کیے گئے نظام "تعلیم وتربیت" کا ہی نظر آتا ہے جس کی بدولت دنیا پر امن اور حقیقی معاشرتی تبدیلی کے ساتھ خدا پرست تہذیب سے متعارف ہوئی اور تعلیم آج بھی معاشرتی وتمدنی اختلافات، سیاسی بالا دستی اور عقائد کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والا عنصر ہے۔[37] اسی بنیاد پر ہی علامہ اقبالؒ اور چوہدری نیاز علی خان کی دعوت ومشاورت پر مولانا مودودیؒ نے پٹھان کوٹ جا کر" رسالہ ترجمان القرآن" کو علمی و تحقیقی بنیادوں پر افکار کی تطہیر، تنویر اور تعمیر خالص اسلام کے اصولوں پر کرکے گمراہی کے استیصال اور مسائل زندگی کو خالص اسلامی اصولوں پر حل کرکے اجتماعی زندگی کی تشکیل کرنے کے لیے جاری کیا۔[38]

سید مودودی کے ہاں تعلیم و تحقیق کی حد درجہ اہمیت کے پیش نظر ہی جماعت اسلامی کے قیام کے تیسرے ہی روز ۲۸ اگست ۱۹۴۱ء کو طے کیے جانے والے جماعت کے مستقبل کے لائحہ عمل میں "شعبہ علمی و تعلیمی" کے قیام، اسلامی نظریہ تعلیم، نظام تعلیم، نصاب تعلیم اور معلمین کی تیاری کو اولیت دینے کے ساتھ ساتھ تبلیغ کے لیے سب سے پہلا حلقہ " کالجوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کا" مقرر کیا گیا۔ اسی طرح ۱۹۴۲ء میں جماعت کے مرکز میں قائم کیا جانے والا پہلا شعبہ تعلیم وتربیت اور دوسرا علمی تحقیق کا ہی تھا۔[39] سید مودودی کے ہاں تعلیم کی اس قدر اہمیت کی وجہ عقل وفکر سے کام لینے اور تحقیق واکتشاف کی راہ میں پیش قدمی کرنے والوں کو ذہنی اور مادی

---

[37] . Ziauddin, Sardar, The future of Muslim Civilization, (London:Grom Helm ,1979) , 32

[38]۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، **دارالاسلام**، (مرتبہ: اختر حجازی) ، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن ، طبع اول ، ۱۹۹۵) ، ص ۱۲۸ , ۱۴۱ ,۲۰۸ ، ۲۱۰

[39]۔ **روداد جماعت اسلامی، اول ودوم**، (مرتبہ: شعبہ تنظیم) ، (لاہور: اسلامک پبلیکشنز ، ، ایڈیشن ۴۲، ۲۰۱۳ء) ، ص ۳۷، ۵۰

ترقی نصیب ہونا اور اس میدان میں مسابقت چھوڑنے والوں کا ذہنی انحطاط کے ساتھ مادی تنزل میں مبتلا ہونا ہے۔[40]

اسی ضمن میں امت مسلمہ کے سامنے اپنی بصیرت کی بنیاد پر تعلیم و تحقیق کے کردار کے حوالہ سے انہوں نے لکھا:

ذہنی آزادی اور غلبہ و تفوق کی بنا دراصل فکری اجتہاد اور علمی تحقیق پر قائم ہوتی ہے۔ جو قوم اس میں پیش قدمی کرتی ہے وہی دنیا کی رہنما اور قوموں کی امام بن جاتی ہے۔[41]

انہوں نے مغرب کی امامت کے مدمقابل اسلامی تہذیب کی امامت کے لیے اسلامی دنیا میں ایک نشاۃ جدید Renaissance کے تحت قرآن کے بتائے ہوئے طریق فکر و نظر پر آثار و کائنات کے مشاہدے اور حقائق کی جستجو کرنے والے مفکرین و محققین کی تیاری کو اولین ضرورت قرار دیا۔[42] کیونکہ جہان کی فکری، اخلاقی اور سیاسی امامت کا لائحہ عمل ماضی وحال کے آئینے میں اپنے حالات کی درست تشخیص، اپنی قوت و قابلیت کے درست اندازہ، لوگوں کے خیالات کو بدلنے کے لیے خاص طور پر نظام تعلیم کی اصلاح کے ذریعے وقت کے تمدنی حالات کو سمجھتے ہوئے دین کے اصول کلیہ کے ادراک کے ساتھ اجتہاد اور جدوجہد کے ذریعے اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لیناہی ہے۔[43] وہ تہذیبی عروج وزوال کے ضمن میں دین اور اخلاق کے بعد سب سے زیادہ اہمیت تعلیم کو دیتے ہیں۔[44] انہوں نے مسلمانوں کی بقا اور عروج کے لیے سب سے زیادہ زور تعلیم، تربیت اور کردار سازی پر دیا اور وقت کے تعلیمی میدان کو اس وقت کا چیلنج اور مقابلے کا محاذ قرار دیا۔[45] کیونکہ موجودہ جدید ترقی یافتہ دور کے تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ محض پرانے سمعی علوم کی حد تک محدود تعلیم امامت میں بڑا انقلاب پیدا کرنے سے تہی دامن ہے۔ ایک بالغ نظر مفکر و مدبر کی طرح سید مودودی نے معقول اور مدلل علمی تنقید کے ذریعے ایک طرف تو مغربی علوم وفنون میں موجود حقائق اور واقعات کو تمام

40۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **تنقیحات**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، طبع ۳۴، ۲۰۰۸ء)، ص ۵

41۔ **تذکرہ سید مودودی، جلد سوم**، (مرتبین: جمیل احمد رانا و سلیم منصور خالد)، (لاہور: ادارہ معارف اسلامی، ۱۹۹۸ء)، ۲۳۷

42۔ تنقیحات، ص ۱۶

43۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **تجدید و احیائے دین**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، طبع ۳۳، ۲۰۱۶ء)، ص ۳۷، ۳۸

44۔ **روداد جماعت اسلامی، اول و دوم**، ص ۶۲

45۔ **اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی**، ص ۹۰

دنیا کا مشترک علمی سرمایہ بتایا، تو اسی کے ساتھ ان معلومات وحقائق کو مرتب کر کے بنائے گئے مغربی فلسفہ حیات کو قطعی باطل ،موجب فتنہ وفساد اوراس پر قائم تہذیب کی عمارت کو از اول تا آخر باطل قرار دے کر اس کے حقائق بھی واضح کیے۔ تہذیبی عروج وزوال میں تعلیم و تحقیق کے کردار کو اس قدر گہرائی سے بیان کرنے کی وجہ سے ہی نعیم صدیقی نے سید مودودی کو تعلیم کو سائنٹفک نظریے سے دیکھنے اور تعلیم اور تہذیب یا کلچر کے ربط باہم کو نمایاں کرنے والا پہلا مسلم مفکر قرار دیاجن کے نزدیک تعلیم کا آقائی وغلامی سے رشتہ جڑا ہوا ہے کیونکہ:

اگر کوئی قوم سوچنا، تحقیق کرنا، معلومات جمع کرنا، اور نئ نئ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنا چھوڑ دے تو وہ جمود میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ جمود کا نتیجہ آخر کار انحطاط ہوتا ہے اور انحطاط کا نتیجہ آخر کار اس پر کسی دوسری قوم کا غلبہ ہوتا ہے۔ بلکہ سب سے بڑھ کر اس کا غلبہ فکری حیثیت سے ہوتا ہے یعنی اس کی تہذیب مغلوب قوم کی تہذیب پر غالب آجاتی ہے۔ ایسی قومیں دنیا میں گزری ہیں جو اس طرح سے مٹیں کہ اب ان کی تہذیب صرف تاریخ کا سرمایہ ہے اور دنیا میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔ [46]

تعلیم اور غلامی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ غلام قوموں کے نظام تعلیم میں تحقیق وجستجو کا دخل نہیں ہوتا۔ تحقیق وجستجو آزاد، ترقی یافتہ اور فاتح قوموں کا کام ہے۔

جبکہ محض معاش کے لیے خواندگی کا حصول صرف غلام قوموں کا شیوہ ہے اسی لیے استعمار نے جہاں جہاں بھی اپنے پنجے گاڑے وہاں اس نے صرف اپنی ضرورت پوری کرنے کے قابل اور غلامانہ ذہنیت کی پرورش کرنے والے نظام تعلیم کو ہی پروان چڑھایا جبکہ اسلامی نظام تعلیم کا اصل مقصد انسان کو دنیا میں کامیابی سے رہنے اور دنیا کے معاملات انجام دینے کے لیے ایک ایسے طریقہ پر تیار کرنا ہے جو اس زندگی سے آخرت کی زندگی تک سلامتی، عزت اور برتری کا طریقہ ہے، لہٰذا مسلمان اپنی تہذیب کی حفاظت کے لیے اپنی نئ نسلوں میں فرنگیت کی روز افزوں غلامانہ ذہنیت Inferiority Complex کی پیداوار اور رجانات کا اپنی تعلیم اور اپنے موزوں تربیتی

[46]۔ **قوموں کے عروج وزوال پر علمی تحقیقات کے اثرات**، ص ۵۷، ۵۶، ۶۳، ۳۵، ۲۲، ۲۱

ماحول کے ذریعے سدباب کریں۔[47] اسلامی نظام تعلیم اور تربیت کی بنیاد پر ہی مستقبل میں حکومت کے شعبوں میں اسلامی اصولوں کا انطباق ممکن ہے۔[48]

تہذیبی کشمکش کے ضمن میں ہن ٹنگٹن اور سید مودودیؒ دونوں نے زبان کی اہمیت کو بھی تہذیب و ثقافت اور نظام تعلیم کے حوالہ سے بڑی اہمیت دی ہے اور بلاشبہ نظام تعلیم میں ذریعہ تعلیم کی اہمیت بھی ہمہ گیر اور دوررس ہے اس لیے کہ مفکرین تعلیم وسماجیات کے نزدیک زبان اپنے ساتھ ایک مخصوص ثقافت بھی لاتی ہے اور تہذیب اور ثقافت کا آپس میں گہرا رشتہ بھی ہے۔ہن ٹنگٹن اسی اہمیت کے پیش نظر تہذیبی تصادم کے متعلق اپنی کتاب میں تعلیم کے ذیل میں زبان یعنی ذریعہ تعلیم کو خصوصی توجہ دیتے ہوئے اسے مذہب کے ہم پلہ قرار دیتے ہیں:

The central elements of any culture or civilization are language and religion. If a universal civilization is emerging, there should be tendencies toward the emergence of a universal language and a universal religion.[49]

ہن ٹنگٹن تہذیبی تصادم میں ایک جانب مغرب اور دوسری جانب ساری دنیا کو دیکھتے ہوئے West and The Rest کی اصطلاح کے تناظر میں زبان کی اس حیثیت کو ایک عالمی تہذیب کے تناظر میں دیکھتے ہوئے ایک عالمی تہذیب کے لیے ایک ہی عالمی زبان کے متعلق کہتے ہیں:

"In one sense, a language foreign to 92 percent of the people in the world cannot be the world's language. In another sense, however, it could be so described, if it is the language which people from different language groups and cultures use to communicate with each other, if it is the world's linguafranca, or in linguistic terms, the world's principal Language of Wider Communication (LWC)."[50]

47۔ **تنقیحات**،ص ۲۲۵۔۔۲۲۷

48۔مودودی،ابوالاعلیٰ ،سید، **استفسارات**،(مرتب:اختر حجازی) ،(لاہور:ادارہ ترجمان القرآن،طبع دوم ،۱۹۹۲ء)،ص ۱۶۴

49 . The Clash of Civilizations and The Remaking of World Order, p. 59

50 . The Clash of Civilizations and The Remaking of World Order, p. 60

اسی ضمن میں ہن ٹنگٹن زبان کو قوموں اور تہذیبوں کے عروج وزوال کے حوالہ سے ایک اہم عنصر کے طور پر بھی دیکھتے ہیں۔زوال مغرب کے بارے میں انگریزی زبان کی مقبولیت میں کمی پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"As the power of the West gradually declines relative to that of other civilizations, the use of English and other Western languages in other societies and for communications between societies will also slowly erode."[51]

سید مودودی کے ہاں بھی اگرچہ انگریزی سمیت مختلف زبانوں کو سیکھنے پر خصوصی توجہ بھی ملتی ہے لیکن وہ انگریزی اور عربی زبانوں کے سیکھنے پرزور کے ساتھ ساتھ انگریزی یا کسی بھی غیر ملکی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کے مخالف ہیں اور اسے احساس کمتری بھی سمجھتے ہیں۔[52] کیونکہ ان کے ہاں تہذیب وثقافت کے تحفظ اور پرورش کے لیے تعلیم اور فرد کے کردار کی پرورش سب سے اہم معاملہ ہے۔انہوں نے تحقیق کے لیے اپنے قائم کردہ اولین ادارے معارف اسلامی کے قیام کے مقاصد میں تہذیبی حوالہ سے اہم مقاصد بیان کرتے اپنی فکر کے ابلاغ کے لیےزبان کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیااوراسی بنیاد پراسے ایک ایساآزادعلمی و تحقیقی ادارہ بنانے کاخیال پیش کیا جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دور جدید کی زبان میں پیش کرنے اور موجودہ معاشرتی مسائل کے حل کے لیے تمدن، تاریخ، قانون، معیشت اور دوسرے دائروں میں درپیش مسائل کا حل عام پڑھے لکھے لوگوں میں اسلامی تہذیب وتمدن، تاریخ اور مسلم دنیا کے موجودہ مسائل کا صحیح فہم پیدا کرنے کے لیے مناسب طرز کی کتب کی تیاری کا کام کرسکے۔[53]

تعلیم کے ضمن میں آج زیادہ زور نوجوانوں اور خواتین کے طبقات پر ہے۔خواتین کا مغربی تہذیب میں موجودہ کردار سخت ناپسندیدہ ہے کیونکہ نوجوانوں اور خواتین کی بے راہ روی کی بڑی وجہ مغربی نظام تعلیم ہی

[51] .ibid, p. 63

[52]۔ **تنقیحات**، ١٦

[53]۔مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **پردہ**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ٢٠١٤)، طبع ٣٢، ص ٤٣

ہے۔[54] جبکہ خواتین کا کردار کسی بھی تہذیب سے بڑھ کر اسلامی تہذیب میں اہمیت کا حامل نظر آتا ہے جس کا واضح ثبوت ہمیں اس بات سے ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خواتین کی تعلیم کے حوالہ سے اس قدر حساس تھے کہ آپ پر جب قرآن مجید کی کوئی عبارت نازل ہوتی تو آپ اسے پہلے مردوں کے سامنے سنانے کے بعد عورتوں کے سامنے بھی الگ سے سناتے۔[55] اسی طرح معاشرے میں تعلیم کا سب سے بڑا مقصد تبدیلی یا انقلاب کے ہر اول دستہ نوجوانوں کو اپنی اقدار وروایات کی منتقلی کے ضمن میں بھی سید مودودی غافل نہ تھے اسی لیے قیام پاکستان کے فوراً بعد ۱۹۴۷ میں ان کی رہنمائی میں پاکستان میں "اسلامی جمعیت طلبہ" کے نام سے طلبہ کی تنظیم قائم ہوئی جس کے تربیت یافتہ افراد کے احیائے اسلام کے حوالہ سے موثر کردار اور عملی جدوجہد سے سوشلزم اور کمیونزم کی تہذیب کو شکست ہوئی جو بیسویں صدی کا ایک انوکھا اور حقیقی واقعہ ہے۔ اس تنظیم نے ۱۹۷۰ کی دہائی میں یونیورسٹیوں اور کالجوں کی یونین کے انتخابات بہت واضح اکثریت سے جیتے جن کی عالمی اور بالخصوص پاکستانی معاشرے میں تہذیبی حوالہ سے اہمیت واثرات کی جانب سیموئیل ہن ٹنگٹن نے بھی اپنے نظریہ تہذیبی تصادم میں خصوصی اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

As with most revolutionary movements, the core element has consisted of students and intellectuals. In most countries fundamentalists winning control of student unions and similar organizations was the first phase in the process of political Islamization, with the Islamist "breakthrough" in universities occurring in the 1970s in Egypt, Pakistan and Afghanistan, and then moving on to other Muslim countries.[56]

کمیونزم کے فکری استیلا کے ضمن میں سید مودودی اور ان کے تیار کردہ نوجوانوں کے ان اثرات کے حوالہ سے مختار حسن کے بقول دنیا میں احیاء کی صبح سید مودودی کے افکار سے نمودار ہو رہی ہے، سرخ اور سفید دونوں سامراج اسی سے پریشان ہیں۔[57] سید مودودی کی تحریک پر طلبا کے بعد تعلیم یافتہ طالبات کے لیے ۱۹۶۹ میں الگ سے ایک تنظیم "اسلامی جمعیت طالبات" اور تعلیم دینے والے اساتذہ کی اہمیت کے پیش

---

[54] ۔ پردہ، ۴۰

[55] ۔حمید اللہ، ڈاکٹر، **خطبات بہاولپور**، (لاہور: سروسز بک کلب، ۱۹۹۲)، طبع چہارم، ص ۹

[56] - The Clash of Civilizations and The Remaking of World Order, 112,113

[57] ۔ابو طارق، ایم اے، **مولانا مودودی کے انٹرویو، حصہ دوم**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، طبع اول، ۱۹۸۷)، ص ۲۳۷۔۲۳۹

نظر ۱۹۶۸ میں اساتذہ کے لیے" تنظیم اساتذہ "کے نام سے بھی قائم کی گئیں۔ان تنظیموں کے توسط سے نوجوانوں پر سید مودودی کی فکر کے گہرے وسیع اثرات مرتب ہوئے جس پر قانون دان اے۔کے بروہی اور دانشور سید اسعد گیلانی نے سید مودودیؒ کو پرانی اور نئی نسل کے درمیان اعتدال کی ایک کڑی قرار دیتے ہوئے پاکستان کے لوگوں بالخصوص نوجوانوں کے کردار کو سب سے زیادہ مثبت طور پر متاثر کرنے والا فرد قرار دیا ہے۔[58] اور بقول ابوالحسن علی ندوی جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں میں اسلام کا اعتماد و وقار بحال کرنے میں کوئی مسلمان مفکر سید مودودیؒ کا ہمسر نہیں۔[59]

مغرب اور اسلام کے درمیان موجودہ تہذیبی کشمکش کی ایک بڑی بنیادی وجہ دونوں تہذیبوں کے درمیان بالخصوص تعلیم و تحقیق کے ذرائع سے پھیلایا گیا سیکولر ازم کا تصور بھی ہے جس کی جانب ٹاسک فورس نے بھی توجہ دلائی تھی۔[60] اسی لیے سید مودودی نے آج کے سیکولر نظام تعلیم پر خصوصی تنقید کی ۔ان کی نظر میں اس کی وجہ سے ذہنوں سے حلال و حرام کی مذہبی فکر کے خاتمہ کے جو نتائج سامنے آئے ان کی یہاں تک بھی اشاعت کی گئی:

"نہایت پرزور اخلاقی تعلیم کے ذریعے سے اس مکروہ خیال کا استیصال کر دینا چاہیے کہ عورت کا ماں ہونا کسی بھی حال میں شرمناک، ناجائز، ذلیل اور پایہ شرف و عزت سے گرا ہوا بھی ہوتا ہے۔"[61]

جبکہ اس مغربی سیکولر تصور کے مدمقابل مذہب سے آراستہ تعلیمی نظام انسان کی زندگی کو اخلاقیات سے آراستہ و وابستہ کر کے ایک خاص زاویہ نگاہ اور فکر عطا کرتا ہے۔اسی لیے سید مودودی اخلاق اور روح کے جوہر کو نقصان پہنچانے والی تعلیم اور تہذیب کو قابل ترک قرار دیتے ہیں۔[62] سید مودودی کے دور کا بالخصوص تقاضا تھا کہ

58۔اسعد گیلانی، **سید مودودی بچپن، جوانی بڑھاپا**،(لاہور:ادارہ ترجمان القرآن، طبع جدید،۲۰۱۴)، ص ۱۶۸،۱۱

59۔ترجمان القرآن، **ماہنامہ**، مئی ۲۰۰۴، ص ۳۹۴،۳۹۳

60۔ **تنقیحات**، ص ۱۰۳

61۔ **پردہ**، ص ۴۸۔۔۵۴

62۔مودودی سید ابوالاعلیٰ، **سود**،(لاہور: اسلامک پبلیکشنز، طبع ۲۵،۲۰۰۵ء) ، ص ۷۵

تعلیم و تحقیق کے میدان میں پیش قدمی کر کے اسلامی تہذیب کے عروج کے لیے کام کیا جائے کیونکہ ماضی کی کئی صدیوں سے مغربی فکر و فلسفہ کے ذریعے مسلمانوں کے ایمان پر تیشہ چلا کر ان کے افکار و نظریات کو ہدف بنایا جارہا ہے اور یہ حملہ فلسفہ اور سائنس کے ہتھیاروں سے بھی کیا جارہا ہے اور تعلیم و تربیت کے اسلحہ سے بھی۔ [63]

مغربی مصنفہ الزبتھ لیاگن کے بقول ماضی کے اسی ایجنڈے کے مطابق مغربی اقوام کی بالادستی کے لیے آج بھی غریب اور کمزور اقوام کو "اصلاح" کے نام پر اپنے مقاصد کے لیے زیر دام لانے کے لیے بین الاقوامی نشریاتی اداروں سے لے کر ثقافتی اور تعلیمی مواد اور معلومات کے تجارتی بنیاد پر تبادلوں سمیت خفیہ آپریشن، فوجی اقدامات، فنی مادی امداد اور سیاسی امور تک کو استعمال کیا جارہا ہے۔ [64] اسی تسلسل میں منصوبہ بندی کے ساتھ استعمار نے محکوموں کو حقیقی آزادی سے محروم رکھنے کے لیے ان پر اجنبی حکمران اور نظام تعلیم و ثقافت مسلط کر کے مغربی طرز معاشرت اور خیال کے مقامی لوگ تیار کر کے ایک تیسری دنیا وجود میں لائی کیونکہ تعلیم کی طاقت سے ڈھلنے والے مختلف کرداروں سے دنیا میں دو مختلف طرز فکر و عمل استوار ہوتے ہیں ایک کی اٹھان مادہ پرستی، ظاہری بناوٹ، دھوکہ، الحاد اور نفس پرستی پر ہوتی ہے جبکہ دوسرے کی خدا پرستی، توحید، سچائی اور خدمت انسانیت پر۔ اور بقول قرآن پہلی قسم کا فرد دنیا میں فساد اور دوسرا امن کی بنیاد رکھتا اور اس کی آبیاری کرتا ہے۔ [65] جبکہ آج کی تعلیم کے ذریعے حقیقی نظریات کی بجائے صرف معاش کو ہی مطمع نظر بنایا جارہا ہے جسے علامہ اقبالؒ نے بھی بڑی صفائی سے بیان کیا ہے کہ:

احرار کے حق میں موت ہے وہ تعلیم کہ   جس کا حاصل ہو دو کف جو۔ [66]

مغربی اور اسلامی تعلیم میں اسی دوری کی وجہ سے سید مودودی نے مغربی تعلیم سے فراغ پانے کی ڈگریوں کو Death Certificates کہا جس کے حاملین تعلیم سے فراغ پانے کے بعد اپنی زندگی کا کوئی بلند مقصد بھی متعین نہیں

---

[63]۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، ترجمان القرآن، **ماہنامہ**، اشاعت خاص، مئی ۲۰۰۴، ص ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۴، ۲۳

[64]۔ الزبتھ لیاگن، **طاقت اور مفادات کا عالمی کھیل**، (مترجم: محب الحق صاحبزادہ)، (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۹، ۱۸، ۲۲، ۲۱

[65]۔ البقرۃ: ۲۰۶، ۲۰۷

[66]۔ **کلیات اقبال**، ۴۳۰

کرپاتے۔ تہذیب مغرب نے خصوصیت سے جدت و ترقی اور حقوق کے نام پر خواتین اور نوجوانوں کا جو استحصالی نظام دنیا کو دیا اس کی بنیادیں تعلیم کے ذریعے ہی رکھی گئی ہیں اس کے مدمقابل سید مودودی نے تہذیبی عروج کے حوالہ سے اپنے افکار کے ذریعے جو رہنمائی کی ہے وہ مسلمانوں کی تعلیم و تحقیق کا محور بن کر ان کی سربلندی کے لیے نئی نسل کی تیاری کا ذریعہ بن سکتی ہے کیونکہ اپنے جغرافیائی اور ذہنی غلاموں کے لیے مغرب نے جو نظام تعلیم وضع کیا وہ صرف تقلید کے خوگر تیار کرتا ہے۔ ہن ٹنگٹن کی جانب سے اسلامی تعلیم کے ساتھ رکھے گئے تعصب کے برعکس سید مودودی مغربی تعلیم کے حوالہ سے کسی تعصب میں مبتلا نہیں جس کے ضمن میں ان کے یہ خیالات بالکل واضح ہیں کہ:

مغربی علوم وفنون اور نظام تہذیب وتمدن کا تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ علم جدید کے پورے سرمایہ کا کھلی آنکھوں اور ناقدانہ ذہن کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور بتایا جائے کہ اس میں کیا کچھ غلط اور قابل ترک ہے اور کیا کچھ صحیح اور قابل اخذ۔ اسلام کا نقطہ نظر بڑا وسیع ہے وہ تمام علوم وفنون کی ترقی چاہتا ہے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ یہ ترقی صحیح بنیادوں پر اور صحیح سمت میں ہو۔[67]

درج بالا خیالات سے یہ بات کسی تشریح کی محتاج نہیں رہتی کہ مسلمانوں کو ان کے نبی ﷺ کی جانب سے دی جانے والی تعلیم کے ضمن میں ہدایت "الحکمة ضالة المومن" کہ حکمت و دانائی کی بات مومن کا گمشدہ مال ہے، کی روشنی میں مسلمانوں پر علوم وفنون سیکھنے کی کوئی پابندی نہیں بلکہ اس کے حصول کا حکم ہے۔ لیکن آج کا مغربی نظام تعلیم چونکہ ہمارے قومی وجود اور تہذیبی تشخص سے غیر ہم آہنگ، ہر لحظہ برسر تصادم، ذہنی بانجھ پن، لامقصدیت، جعل سازی، خیانت، ضمیر فروشی، ناشائستگی، قانون شکنی، بے ضابطگی، ہوس پرستی اور فحش کا حامی ہے اس لیے ہمارے قابل نہیں۔[68] کیونکہ تعلیم کسی مملکت کے بنیادی مسائل میں سے ہے اور تاریخ میں ایسی کوئی قوم وجود نہیں رکھتی جس نے اپنا مخصوص نظریہ حیات رکھتے ہوئے دوسروں سے ان کا نظام تعلیم جوں کا توں قبول

67۔ **قوموں کے عروج وزوال پر علمی تحقیقات کے اثرات**، ص ۲۱، ۲۲، ۳۱، ۳۲

68۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **تعلیمات**، (لاہور: اسلامک پبلیکشنز، طبع ۱۵، ۲۰۰۰ء)، ص ۱۴۲

کیا ہو۔ تعلیم کو اپنے نقطہ نظر، طرز فکر اور عقائد کے مطابق مرتب کر کے اس کے ذریعے دنیا کو اسلامی تہذیب میں رنگنے پر تاریخ گواہ ہے۔[69]

سفارشات و تجاویز:

۱۔ انسان کی فطرت سلیم کو بیدار کر کے اسے معاشرے میں ذمہ دارانہ کردار ادا کرنے کے قابل بنا کر ایجاد اور تعمیر کے ذریعے خلافت فی الارض کا حقیقی مصداق بنانے، امور زندگی چلانے اور معاشرے کو اپنی اقدار پر قائم رکھتے ہوئے افراد کار کی تیاری کے لیے انسانوں کو مثبت طور پر Motivation دے کر تبدیل کرنے والی کتاب قرآن مجید کو اسلامی تہذیب کی آبیاری کے لیے تعلیمی نظام میں روح کی حیثیت دی جائے۔

۲۔ انسانی تاریخ میں انسانوں کو سب سے زیادہ مثبت تبدیلی اور ترقی کے لیے تیار کرنے والی شخصیت حضرت محمد ﷺ نے وحدت انسانی، مساوات، حقیقی جمہوریت اور آزادی کے جو تخیلات پیش کیے ان کی روشنی میں کردار سازی کے لیے تعلیمی و تربیتی اداروں کے قیام کی ضرورت ہے۔

۳۔ تہذیبی عروج کے حصول کے لیے لازم ہے کہ مسلمان اپنے ماضی پر گہری اصلاحی تنقیدی نظر سے غلطیوں کی اصلاح کا ہنر اور مستقبل پر نگاہ رکھنے کا سلیقہ حاصل کریں اس ضمن میں سید مودودی کے تعلیمی افکار نشانات منزل ہیں اور خصوصی مطالعہ کے متقاضی ہیں۔

۴۔ آج امت مسلمہ کی تعلیم کا سب سے بڑا المیہ ان کے بچوں میں اپنی تہذیب پر فخر اور بلند عزم کی بجائے تقلید مغرب کی راہ کا ہموار ہونا ہے جبکہ آج کی انسانیت کے مسائل کے حل کے لیے امت مسلمہ کو قرآن مجید اور سیرت رسول ﷺ کے خطابات، ان کے مخاطبین اور مقاصد کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

۵۔ جدید مغربی تعلیم کے ذریعے امام کی بجائے مقلد بننے کی جو تقلیدی روش اور فرنگی تہذیب کی ہمنوائی پیدا کی گئی ہے وہ بلاشبہ غلامی سے بدتر ہے جس کے سدباب کے لیے بالخصوص نظام تعلیم کو دینی سرچشموں پر استوار کر کے ملت کے تصور کو زندہ کرنے اور اسی سے جڑنے، آنے والے ایام میں امامت کے لیے خالی ہونے والے منصب پر فائز ہونے کے لیے تیاری کا احساس پیدا کرتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے آپ کو اہل ثابت

69۔ قوموں کے عروج و زوال پر علمی تحقیقات کے اثرات، ۵۷

کرنے اور "امت وسط اور امت خیر" کے تحت تعمیر جہاں کے لیے اپنی خودی بیدار کرتے ہوئے اپنی دنیا آپ پیدا کرنے کی فکر کو پروان چڑھانا ہے۔

۶۔ ہن ٹنگٹن اور سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کا موجودہ تہذیبی کشمکش کے ضمن میں جدید فکری اور علمی کردار بہت واضح اور اہم ہے۔ ایک نے مغرب کو تعلیم کے ذریعے اپنی سربلندی قائم رکھنے کا سبق دیا تو دوسرے نے تہذیب مغرب کو چیلنج کر کے مسلمانوں کے ذہن سے اس کی مرعوبیت کو نکال کر اسلامی تہذیب کی حقیقی رفعتوں اور خوبیوں اور اس کے شاندار ماضی کو سامنے لانے کے ساتھ ساتھ مغربی تہذیب کی حقیقی خامیوں اور عیوب سے نہ صرف پردہ ہٹایا بلکہ اس پر کاری ضرب بھی لگائی۔ مسلم امہ کے حوالہ سے یہ بات واضح ہے کہ موجودہ جدید تہذیبی تصادم میں سید مودودی کے تعلیمی افکار مغرب کی تہذیبی یلغار کے خلاف روشنی کی نوید اور اسلامی تہذیب کے عروج کی بنیاد ہیں۔